نرم مزاجی اور رِفق کی اہمیت وفضیلت

مولانا عصمت اللہ نظامانی
فاضلِ جامعہ

اگر یہ کہا جائے کہ نرم مزاجی بظاہر ایک صفت ہے، لیکن درحقیقت یہ مجموعۂ صفات ہے، اور تمام اوصافِ حمیدہ اس میں پنہاں ہیں تو یقیناً مبالغہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا عطیۂ خداوندی ہے جس پر دنیا وآخرت کا آرام وسکون موقوف ہے، رحم دلی ونرم مزاجی دوسروں کے لیے بھی باعثِ راحت رسانی ہے، اور خود اپنے کے لیے بھی فوائد ومنافع کا سبب ہے۔ نرم دل شخص لوگوں کی نظر میں محبوب وپسندیدہ ہوتا ہے، لوگ اس کی مصاحبت کے مشتاق ہوتے ہیں، اس کی ہم نشینی کی چاہت رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کا ایک خاص مقام ہے، جبکہ تندخو وسخت گو شخص کے ساتھ بیٹھنا بھی لوگوں پر گراں گزرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام میں رِفق ونرمی اپنانے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے، اور قرآن پاک واحادیثِ مبارکہ میں اس کی اہمیت وضرورت وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے، ذیل میں نرم مزاجی ورِفق کی اہمیت مع فضائل مختصراً بیان کی جارہی ہے:

رِفق ونرم مزاجی کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

۱-قرآن پاک میں نرم مزاجی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نبی کریم ﷺ کی صفت کہا گیا ہے، اور تندخوئی کی مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ'' (آل عمران:۱۵۹)

ترجمہ: ''پھر اللہ کی رحمت ہی کے سبب سے آپ ان کے لیے نرم ہوگئے، اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے۔''

۲-مسلمانوں کے ساتھ نرمی وملاطفت سے پیش آنے کا حکم اپنی جگہ، قرآن میں تو غیر مسلموں، بلکہ کافروں کے سردار فرعون سے ساتھ بھی نرمی سے بات کرنے کا حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو حکم دیا گیا ہے، تاکہ دعوتِ دین اور حق بات نفع بخش اور بارآور ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ موسیٰ وہارون علیہما السلام سے فرماتے ہیں:

’’فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی‘‘ (طٰہٰ:۴۴)

ترجمہ: ’’سوتم دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا، شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔‘‘

نرم خوئی اللہ تعالیٰ کو محبوب

سنتِ رسول ﷺ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے نرم مزاجی اپنانے کی خصوصی تاکید کی ہے، اور اپنے عمل کے ذریعے بھی اس کی اہمیت اُجاگر کی ہے، اور اس کے فضائل ذکر کیے ہیں۔ من جملہ ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ نرم خوئی اور رِفق کی صفت اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب اور پسندیدہ ہے، جیسا کہ درجِ ذیل روایت سے یہ بات واضح ہورہی ہے۔ ایک مرتبہ یہود کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، اور سلام کرنے کے بجائے ’’السام علیکم‘‘ کہا، اور ’’سام‘‘ موت کو کہتے ہیں، یعنی خاکم بدہن آپ پر موت ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن لیا، وہ کہاں برداشت کرسکتی تھیں کہ آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں ادنیٰ درجہ کی بھی ناگفتہ بہ بات کہی جائے، چنانچہ انہوں نے بھی جواب میں کہا: ’’وعلیکم السام واللعنۃ‘‘ یعنی تم ہی پر ہلاکت اور لعنت ہو۔ اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا:

’’مهلاً يا عائشة! عليك بالرفق، وإياك والعنف، أو الفحش.‘‘(۱)

ترجمہ: ’’آرام سے اے عائشہ! نرمی اختیار کرو اور سختی و بدگوئی سے بچو۔‘‘

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی معاملات کے ساتھ دینی امور میں بھی رفق ونرمی کے ساتھ چلنا ضروری ہے، دین پر عمل پیرا ہونے، یا اس کی نشر واشاعت اور تبلیغ کے سلسلے میں تشدّد اور سختی ناپسندیدہ ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

’’إن هٰذا الدين متين، فأوغلوا فيه برفق.‘‘(۲)

ترجمہ: ’’بیشک یہ دین بڑا سنجیدہ ومضبوط ہے، لہٰذا اس میں نرمی کو شامل رکھا کرو۔‘‘

حضور اکرم ﷺ کی نرم خوئی

نبی کریم ﷺ کی اعلیٰ صفات واوصافِ حمیدہ میں سے ایک نمایاں صفت یہ تھی کہ آپ ﷺ حلیم الطبع، نرم خو ونرم مزاج تھے، مخالفین کی طرف سے چاہے جتنی بھی ایذاء وتکالیف کا سامنا ہوتا، آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق ونرمی پر اس کا شائبہ بھی نہ پڑتا، اور نہ آپ کے چہرۂ مبارک پر تکدّر کے آثار ظاہر ہوتے، آپ ﷺ کی نرم خوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’خدمت النبي صلى الله عليه وسلم عشر سنين، فما قال لي: أف، ولا: لم صنعت؟ ولا: ألا صنعت.‘‘(۳)

ترجمہ: ’’میں نے دس سال نبی کریم ﷺ کی خدمت کی، پس آپ نے کبھی اُف تک نہیں کہا، اور نہ کبھی فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور نہ یہ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟‘‘

یعنی بظاہر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی کسی کام میں کوئی غلطی اور خطا ہوجاتی ہوگی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ اس پر بلاوجہ زجروتوبیخ نہیں کرتے تھے، بلکہ نرم خوئی ودرگزر کا معاملہ فرماتے۔ حضور ﷺ کی نرم خوئی کے سلسلے میں مندرجہ ذیل واقعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں نماز میں کلام کرنا ممنوع نہیں تھا، بعد میں اس سے روکا گیا، حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ نومسلم تھے، اس لیے ان کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ نماز میں باتیں کرنا منسوخ وممنوع ہے، چنانچہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے کہ جماعت میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی، حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے ’’یرحمك الله‘‘ کہہ کر اس کا جواب دیا، یہ دیکھ کر لوگوں نے انہیں گھورنا شروع کردیا، اس پر حضرت معاویہؓ نے کہا: تم مجھے گھور کیوں رہے ہو؟ اب وہ لوگ اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنے لگے؛ تاکہ معاویہ بن حکمؓ سمجھ جائیں، اور خاموش ہوجائیں، چنانچہ وہ خاموش ہوگئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ نے انہیں بلایا، اور کسی قسم کی ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی، بلکہ آرام سے عمدہ انداز میں اُنہیں سمجھایا، حضرت معاویہ بن حکمؓ خود فرماتے ہیں:

’’بأبي هو وأمي، ما رأيت معلمًا قبلهٗ ولا بعدهٗ أحسن تعليمًا منه، فوالله، ما كهرني ولا ضربني ولا شتمني، قال: إن هٰذه الصلاة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس، إنما هو التسبيح والتكبير وقراءة القرآن.‘‘(۴)

ترجمہ: ’’میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ میں نے حضور ﷺ سے بہتر سکھانے والا نہ پہلے کبھی دیکھا، اور نہ بعد میں۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا، بس یہ فرمایا کہ نماز میں لوگوں سے باتیں کرنی درست نہیں، اس نماز میں تو تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔‘‘

نرمی پر عطایائے خداوندی

نرمی ایک ایسی خوبی ہے جس کی وجہ سے بندہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بارش ہوتی ہے، اور اس کثرت سے انعامات وعطایائے خداوندی ملتے ہیں کہ کسی دوسری صفت پر شاید ہی ایسے انعامات حاصل ہوتے ہوں، چنانچہ یہی مفہوم ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

’’إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف، وما لا يعطي على ما سواه.‘‘(۵)

ترجمہ: ’’بیشک اللہ تعالیٰ رفیق (نرمی کرنے والا) ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی اختیار کرنے

کی بنا پر وہ اس قدر عطا فرماتا ہے کہ جو سختی یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے اس قدر عطا نہیں فرماتا۔''

یعنی بسا اوقات بظاہر سختی کرنے میں ہی نفع معلوم ہو رہا ہوگا، لیکن در حقیقت نرمی سے جتنا فائدہ ہوگا، سختی کرنے میں اتنا نہیں ہوگا۔

نرمی خوبصورتی کا سبب

احادیثِ مبارکہ میں نرمی کو حسن وخوبصورتی کا باعث قرار دیا گیا ہے کہ نرم مزاجی آدمی میں زینت کا سبب ہے، جبکہ ترش روئی وتندخوئی ایک قسم کا عیب ہے۔ اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ جو افراد حلیم الطبع، ہنس مکھ اور نرم مزاج والے ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کے پاس جانے اور ان سے باتیں کرنے کا ہر کسی کا دل چاہتا ہے، اس کے برخلاف غصیلے، درشت مزاج اور تندخو شخص سے ہر کوئی پہلو تہی کرتا ہے، کوشش کرتا ہے کہ ان حضرت کا سامنا نہ ہی ہو تو اچھا ہے۔ اس بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمان ہے:

''إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانهٗ، ولا ينزع من شيء إلا شانهٗ.''(۶)

ترجمہ: ''بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، وہ اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز میں سے نرمی نکال دی جاتی ہے تو اسے بدنما وعیب دار کر دیتی ہے۔''

نرمی سے محروم بھلائی سے محروم

نرم مزاجی سے انسان کو خیر وبھلائی حاصل ہوتی ہے، اس کی وجہ سے دنیا میں بھی انسان کو اتنے فوائد مل سکتے ہیں جو سختی کرنے پر نہیں مل سکتے، نرم بات کا دوسرے پر بھی اچھا اثر ہوتا ہے، جبکہ تیز لہجہ میں بات عموماً بے اثر ہوتی ہے، اور انسان بھلائیوں سے محروم رہتا ہے، اسی طرح آخرت کی بھلائیاں بھی نرم مزاجی سے حاصل ہوتی ہیں، چنانچہ حضور ﷺ سے روایت ہے:

۱-''من أعطي حظهٗ من الرفق فقد أعطي حظهٗ من الخير، ومن حرم حظهٗ من الرفق فقد حرم حظهٗ من الخير.''(۷)

ترجمہ: ''جس شخص کو نرمی سے حصہ دیا گیا اسے بھلائی سے حصہ دیا گیا اور جسے نرمی کے حصہ سے محروم رکھا گیا تو وہ بھلائی سے محروم ہوا۔''

۲-''من يحرم الرفق، يحرم الخير.''(۸)

ترجمہ: ''جو آدمی نرمی اختیار کرنے سے محروم رہا وہ آدمی بھلائی سے محروم رہا۔''

۳-''إذا أراد الله عز وجل بأهل بيت خيرًا، أدخل عليهم الرفق.''(۹)

ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ کسی گھرانے سے خیر کا ارادہ فرما لیتا ہے تو ان میں نرمی پیدا فرما دیتا ہے۔''

نرمی کا معاملہ کرنے والوں کے لیے نبوی دعا

لوگوں کے ساتھ رفق ونرمی کا معاملہ کرنے کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ ایسے شخص کے لیے حضور ﷺ نے دعا فرمائی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول في بيتي هذا: اللّٰهم، من ولي من أمر أمتي شيئًا فشق عليهم، فاشقق عليه، ومن ولي من أمر أمتي شيئًا فرفق بهم، فارفق به.''(۱۰)

ترجمہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے میرے اس گھر میں فرماتے سنا: اے اللہ! جس شخص کو میری اُمت کے کسی معاملہ کا والی وحاکم بنایا جائے، پھر وہ ان پر سختی کرے تو آپ بھی اس پر سختی کریں، اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کا والی بنایا جائے اور وہ ان سے نرمی کرے تو آپ بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں۔''

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن وسنت میں لوگوں کے ساتھ نرم خوئی ونرم مزاجی سے پیش آنے کی بہت اہمیت وفضلیت بیان کی گئی ہے، اور بلاوجہ سخت برتاؤ کرنے، پُرتشدد لہجہ اپنانے اور دوسروں کے ساتھ تندخوئی سے پیش آنے کی ممانعت آئی ہے، لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اسوۂ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے نرم مزاجی کی اعلیٰ صفت کو اپنائیں۔

حواشی وحوالہ جات

١- صحيح البخاري، (٨٥/ ٨)، كتاب الدعوات، رقم الحديث: ٦٤٠١، الناشر: دار طوق النجاة، ط: ١٤٢٢ھ

٢- مسند أحمد، (٣٤٦/ ٢٠)، مسند أنس بن مالك رضي الله عنه، رقم الحديث: ١٣٠٥٢، الناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت، ط: ١٤٢١ه- ٢٠٠١ م

٣- صحيح البخاري، (١٤/ ٨)، كتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء، رقم الحديث: ٦٠٣٨

٤- صحيح مسلم، (٣٨١/ ١)، كتاب المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة، رقم الحديث: ٥٣٧، الناشر: دار إحياء التراث العربي- بيروت

٥- صحيح مسلم، (٢٠٠٣/ ٤)، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ٢٥٩٣

٦- صحيح مسلم، (٢٠٠٤/ ٤)، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم: ٢٥٩٤

٧- سنن الترمذي، (٤٣٥/ ٣)، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الرفق، رقم الحديث: ٢٠١٣، الناشر: دار الغرب الإسلامي- بيروت، ط: ١٩٩٨م

٨- صحيح مسلم، (٢٠٠٣/ ٤)، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحديث: ٢٥٩٢

٩- مسند أحمد، (٤٨٨/ ٤٠)، مسند النساء، رقم الحديث: ٢٤٤٢٧

١٠- صحيح مسلم، (١٤٥٨/ ٣)، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، رقم الحديث: ١٨٢٨